27/فروری 1961ء

ازعدالت الاعظمیٰ

سری رتنا ورماراجا

بنام

شریمتی وملا۔

(جے۔ایل۔کپور، ایم ہدایت اللہ اور جے۔سی۔شاہ، جسٹسز)

کورٹ فیس۔سوال مناسبت۔اگر مدعا علیہ اپیل میں اٹھا سکتا ہے۔مدراس کورٹ فیس اور دعوے تشخیصی ایکٹ، 1955 (مدراس 14 آف 1955)، دفعہ 12(2)۔تحت ضابطہ دیوانی (ایکٹ V آف 1908)،دفعہ 115۔

سوال یہ تھا کہ کیا مدعا علیہ کو شکایت اٹھانے اور متنازعہ جائیدادوں کی تشخیص کا تعین کرنے کا حق حاصل ہے جیسے کہ یہ مدعی اور اس کے درمیان کا معاملہ ہو اور وہ عدالت کی جانب سے ادا کی جانے والی عدالتی فیس کے فیصلے کے خلاف اپنے نظر ثانی کے دائرہ اختیار میں ہائی کورٹ سے رجوع کرنے کی کوشش کر سکتا ہے۔

عدالت نے کہا کہ کورٹ فیس ایکٹ کو ریونیو جمع کرنے کے لئے نافذ کیا گیا ہے اور مدعا علیہ کی طرف سے مقدمے کی پیش رفت میں رکاوٹ ڈالنے کے لئے تکنیکی ہتھیار کے طور پر استعمال نہیں کیا جانا چاہیئے تاکہ عدالت کی جانب سے ادا کی جانے والی عدالتی فیس کے تعین اور فیصلے کے حکم کے خلاف اس کے نظر ثانی کے دائرہ اختیار میں ہائی کورٹ سے رجوع کیا جا سکے۔

مدراس کورٹ فیس ایکٹ 1955 کی دفعہ 12(2) نے صرف مدعا علیہ کو اس قابل بنایا کہ وہ عدالت پر واجب الادا عدالتی فیس کے سوال پر منصفانہ فیصلے تک پہنچنے میں عدالت کی مدد کر سکے۔

اس معاملے میں ہائی کورٹ نے مدعا علیہ کے کہنے پر عدالتی فیس کے سوال پر نظر ثانی کی درخواست پر غور کرنے میں سنگین غلطی کی جبکہ دائرہ اختیار کا کوئی سوال شامل نہیں تھا۔

دیوانی اپیلیٹ کا دائرہ اختیار : 1960 کی دیوانی اپیل نمبر 624۔

میسور ہائی کورٹ کے 30 مئی 1960 کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے 1959 کی سول نظر ثانی درخواست نمبر 1098 میں اپیل کی گئی۔

درخواست گزار کی طرف سے کے آر کرانتھ اور آر گوپالا کرشنن۔

جواب دہندہ کی طرف سے اے وی وشوناتھا ساستری، آر گنپتی ایر اور جی گوپالا کرشنن شامل ہیں۔

ریاست میسور کی طرف سے بی آر ایل آئنگر اور ٹی ایم سین (عدالت کی طرف سے جاری نوٹس پر)۔

27 رفروری 1961ء کو عدالت کا فیصلہ سنایا گیا۔

جسٹس شاہ ۔شریمتی وملہ کو 1956ء میں جنوبی کنارا کے ماتحت جج کی عدالت میں مدعی مقدمہ نمبر 73 کے طور پر حوالہ دیا گیا جس میں شیڈول اے میں بیان کردہ زمینوں، عمارتوں، مکانات اور شیڈول بی میں بیان کردہ منقولہ جائیدادوں پر قبضہ کرنے اور شیڈول اے میں بیان کردہ جائیدادوں کے حوالے سے منافع حاصل کرنے اور شیڈول سی میں بیان کردہ جائیدادوں کے حوالے سے منافع حاصل کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ شیڈول ڈی میں مبینہ طور پر نجی خاندانی مذہبی عطیات ہونے کا الزام ہے۔ مدعی نے دعویٰ کیا کہ 31 اگست 1955 کو ان کے والد شری دھرم استھالا منجیا ہیگڈے کی موت کے بعد وہ اس مقدمے میں جائیداد کی حقدار بن گئیں لیکن مدعا علیہ نے غلط طریقے سے ان جائیدادوں پر قبضہ کرلیا۔ مدعی نے مدراس کورٹ فیس اور سوٹس ویلیوایشن ایکٹ 1955 کی دفعہ 28 کے تحت شیڈول سی اور ڈی میں جائیدادوں کی قیمت 21 ہزار روپے رکھی اور 275 روپے کی کورٹ فیس ادا کی۔ انہوں نے شیڈول اے میں زمینوں کو تخمینے سے 30 گنا زیادہ

اہمیت دی اور عمارتوں کی الگ سے قدر کی اور اس بنیاد پر عدالت کی فیس ادا کی 28 جون 1956 کو ماتحت جج نے اپنے دفتر کی جانب سے اٹھائے گئے اعتراض پر حکم دیا کہ مدعی کی جانب سے عدالتی فیس کے طور پر ادا کی جانے والی 34 ہزار 577 روپے کی رقم کافی ہے۔ اس کے بعد کارروائی کا ایک ایسا طریقہ اپنایا جس کی زیادہ مثالیں نہیں مل سکتیں 9 ستمبر 1950 کو مدعا علیہ نے اپنا تحریری بیان داخل کیا جس میں مقدمے میں جائیدادوں کی قیمت اور اس دعوے پر عدالتی فیس پر اعتراض اٹھایا گیا۔ اس کے بعد ٹرائل کورٹ نے مدعی کی جانب سے ادا کی جانے والی عدالتی فیس کی مناسبت کے بارے میں ایک مسئلہ اٹھایا 13 فروری 1957ء کو مدعا علیہ نے جائیدادوں کی قدر کے لئے کمشنر کی تقرری کے لئے درخواست دی۔ عدالت نے درخواست مسترد کرتے ہوئے قرار دیا کہ عدالت کی جانب سے ادا کی گئی فیس کافی ہے۔ بنگلور ہائی کورٹ میں 1957 کی نظر ثانی درخواست نمبر 272 میں ماتحت جج کی جانب سے جاری کردہ حکم کو خارج کر دیا گیا اور یہ ہدایت دی گئی کہ ٹرائل کورٹ فریقین کو پورا موقع دینے کے بعد قانون کے مطابق عدالتی فیس کے مقاصد کے لئے جائیدادوں کی قیمت کا تعین کرے اور اگر ضرورت ہو تو مقدمے کی موجودہ مارکیٹ قیمت کا پتہ لگانے کے لئے کمشنر مقرر کرے۔ جائیدادوں کا شیڈول بنائیں اور میرٹ کی بنیاد پر نئے سرے سے اس معاملے کا فیصلہ کریں۔ اس ہدایت کے مطابق ماتحت جج کی جانب سے ایک کمشنر مقرر کیا گیا۔ کمشنر نے جائیدادوں کی ویلیو ایشن کے بارے میں اپنی رپورٹ پیش کی۔ مدعا علیہ کی جانب سے اس رپورٹ پر اعتراضات اٹھائے گئے اور کمشنر کی جانب سے مزید رپورٹ پیش کی گئی۔ ماتحت جج کی ہدایت پر کمشنر کی جانب سے ضمنی رپورٹ پیش کی گئی۔ فریقین کو سننے کے بعد ماتحت جج نے کہا کہ شیڈول ڈی میں بیان کردہ جائیدادیں "اضافی تجارت" ہیں اور اس کے قبضے کے دعوے کے سلسلے میں مقررہ عدالتی فیس قابل قبول ہے، شیڈول ڈی میں بیان کردہ جائیدادیں "ٹرسٹ پراپرٹیز" ہیں اور مدراس کورٹ فیس اور سوٹس ویلیو ایشن ایکٹ کی دفعہ 28 کا اطلاق حریف ٹرسٹی ہونے کا دعوی کرنے والے افراد کے درمیان انتظام کے حق سے متعلق تنازعہ کے طور پر ہوتا ہے۔ یہ کہ محصولات کی ادائیگی کرنے والی زمینوں پر بنائے گئے مکانات کی قیمت ان کی مارکیٹ ویلیو کے مطابق ہونی چاہیے نہ کہ زمین کے تخمینے سے 30 گنا زیادہ اور شیڈول اے میں شامل زمینوں کی مالیت 7,74,665 روپے تھی اور گھروں کی جگہوں کی قیمت 27,625 روپے تھی۔ مدعی نے عدالت کی ہدایت کے مطابق اضافی عدالتی فیس ادا کی۔ ماتحت جج کے حکم کے خلاف مدعی اور مدعا علیہ نے الگ الگ درخواستوں کے ذریعے میسور ہائی کورٹ میں نظر ثانی کی درخواست دی۔ ہائی کورٹ نے ریاست کے ایڈوکیٹ جنرل کی بات سنی اور ماتحت جج کے حکم کی کافی حد تک توثیق کی سوائے نیلیاڈی بیدو نامی ادارے کے، جس کے

سلسلے میں ہائی کورٹ نے ٹرائل کورٹ کو ہدایت دی کہ وہ دونوں فریقوں کو اپنے دلائل پیش کرنے اور اس سلسلے میں ثبوت پیش کرنے کا موقع دینے کے بعد اس بات کا تعین کرے کہ آیا یہ ادارہ "اضافی تجارت" ہے یا نہیں۔

ہائی کورٹ کے اس حکم کے خلاف مدعا علیہ کی جانب سے آئین کے آرٹیکل 136 کے تحت خصوصی اجازت کے ساتھ اس اپیل کو ترجیح دی گئی ہے۔

کورٹ فیس ایکٹ ریاست کے فائدے کے لئے ریونیو جمع کرنے کے لئے نافذ کیا گیا تھا نہ کہ کسی کارروائی کے ٹرائل میں رکاوٹ ڈالنے کے لئے مقابلہ کرنے والے فریق کو دفاع کے ہتھیار سے مسلح کرنے کے لئے۔ اس بات کو تسلیم کرتے ہوئے کہ مدعا علیہ متنازعہ جائیدادوں کی قیمت کو اس طرح چیلنج کرنے کا حق رکھتا ہے جیسے یہ اس کے اور مدعی کے درمیان ایک مسئلہ ہو اور مدعا علیہ کی جانب سے ہائی کورٹ میں دائر کی گئی درخواستوں پر سماعت کرتے ہوئے عدالت کی جانب سے ادا کی جانے والی عدالتی فیس کے فیصلے کے خلاف اپنے نظر ثانی کے دائرہ اختیار کا استعمال کرتے ہوئے، میرٹ کی بنیاد پر تنازعہ کی سماعت کے لئے مقدمے میں تمام پیش رفت تقریباً پانچ سالوں سے مؤثر طریقے سے ناکام رہی ہے، ہم اس سوال پر ہائی کورٹ کے نظر ثانی کے دائرہ اختیار کا استعمال کر کے کیا شکایت کر سکتے ہیں کہ آیا مدعی نے اپنی درخواست پر مناسب عدالتی فیس ادا کی ہے۔ کیا مناسب عدالتی فیس ادا کی جاتی ہے یہ بنیادی طور پر مدعی اور ریاست کے درمیان ایک سوال ہے۔ مدعی کی جانب سے ادا کی جانے والی عدالتی فیس کی مناسبت سے متعلق حکم سے مدعا علیہ کس طرح ناراض ہوسکتا ہے، اس کی تعریف کرنا مشکل ہے۔ ایک بار پھر، ضابطہ دیوانی کی دفعہ 115 کے تحت ہائی کورٹ کے ذریعہ استعمال کردہ نظر ثانی کا دائرہ اختیار اس کی شقوں (اے) سے (سی) سے سختی سے مشروط ہے اور اس کا اطلاق ماتحت عدالت کو تفویض کردہ دائرہ اختیار کو استعمال کرنے سے انکار یا دائرہ اختیار کے مفروضے کی بنیاد پر کیا جاسکتا ہے جو عدالت کے پاس نہیں ہے یا اس بنیاد پر کہ عدالت نے اپنے دائرہ اختیار کے استعمال میں غیر قانونی یا مادی بے ضابطگی کے ساتھ کام کیا ہے۔ مدعا علیہ جو اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ مدعی کی جانب سے مناسب عدالتی فیس ادا نہیں کی گئی ہے، اسے اب بھی یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ عدالت کی جانب سے ادا کی جانے والی عدالتی فیس کی ادائیگی کے فیصلے کے خلاف اپیل یا نظر ثانی کے ذریعے اعلیٰ عدالت سے رجوع کرے۔ لیکن مدعا علیہ کے وکیل کا کہنا ہے کہ مدراس قانون ساز اسمبلی کی جانب سے 1955 کے ایکٹ 14 کے تحت مدعا علیہ کو نہ صرف ٹرائل کورٹ میں اس معاملے کا مقابلہ کرنے کا حق دیا گیا ہے کہ آیا مدعی نے مناسب عدالتی فیس ادا کی ہے یا نہیں، بلکہ اگر عدالت کی جانب سے اس کی دلیل کے برعکس کوئی حکم جاری کیا جاتا ہے تو وہ نظر ثانی کے لیے ہائی کورٹ کا رخ بھی کرسکتا ہے۔ اس دلیل کی

حمایت میں انحصار کے و دفعہ 12 کی ذیلی دفعہ (2) پر رکھا گیا ہے۔ یہ ذیلی دفعہ، جہاں تک یہ مادی ہے، فراہم کرتا ہے:

"کوئی بھی مدعا علیہ مقدمے کی پہلی سماعت سے پہلے یا اس سے پہلے جمع کرائے گئے اپنے تحریری بیان کے ذریعے۔۔۔۔۔۔۔ دعوے کی خوبیوں کی بنیاد پر ثبوت درج کیے جاتے ہیں کہ مقدمے کے موضوع کی مناسب قدر نہیں کی گئی ہے یا ادا کی گئی فیس کافی نہیں ہے۔ ایسی درخواستوں پر اٹھنے والے تمام سوالات کو دعوے کی قابلیت کی بنیاد پر ایسے مدعا علیہ کو متاثر کرنے والے ثبوت ریکارڈ کرنے سے پہلے سنا اور فیصلہ کیا جائے۔ اگر عدالت یہ فیصلہ کرتی ہے کہ مقدمے کے موضوع کی مناسب قدر نہیں کی گئی ہے یا ادا کی گئی فیس کافی نہیں ہے تو عدالت ایک تاریخ مقرر کرے گی جس سے قبل عدالت کے فیصلے کے مطابق درخواست میں ترمیم کی جائے گی اور خسارے کی فیس ادا کی جائے گی۔۔۔۔۔۔۔"

لیکن یہ دفعہ مدعا علیہ کو صرف اس قابل بناتا ہے کہ وہ کسی مدعی پر قابل ادائیگی عدالتی فیس کے بارے میں تنازعہ اٹھا سکے اور اس سوال پر منصفانہ فیصلے پر پہنچنے میں عدالت کی مدد کرے۔ ہماری توجہ مدراس کورٹ فیس ایکٹ یا کسی دوسرے قانون کی کسی بھی شق کی طرف مبذول نہیں کی گئی ہے جو مدعا علیہ کو اس قابل بناتا ہے کہ وہ عدالت کے فیصلے کے خلاف نظر ثانی کے لیے ہائی کورٹ سے رجوع کر سکے۔ مدعی ایکٹ، یہ سیکشن 19 کے مطابق درست ہے، فراہم کرتا ہے کہ یہ فیصلہ کرنے کے مقصد سے کہ آیا مقدمہ یا دیگر کارروائی کے موضوع کی صحیح قدر کی گئی ہے یا ادا کی گئی فیس کافی ہے، عدالت اس طرح کی انکوائری کر سکتی ہے جسے وہ مناسب سمجھے۔ اور کسی دوسرے شخص کو ایک کمیشن جاری کرے جو اسے ہدایت کرے کہ وہ ایسی مقامی یا دیگر تحقیقات کرے جو ضروری ہو اور اس پر رپورٹ کرے۔ مقننہ کی جانب سے مدعا علیہ سے عدالتی فیس وصول کرنے کی ایکٹ کے باب III میں کی گئی تفصیلی دفعات بے یقینی سے ظاہر ہوتی ہے، لیکن یہ دفعات مدعا علیہ کو تکنیکی ہتھیار سے مسلح نہیں کرتی ہیں تا کہ مقدمہ کی پیشرفت میں رکاوٹ بن سکے۔ قابل ادائیگی کورٹ فیس کا تعین کرنے والے حکم کے خلاف نظر ثانی میں ہائی کورٹ۔ ہمارے خیال میں، ہائی کورٹ نے مدعا علیہ کے کہنے پر کورٹ فیس کے سوالات پر نظر ثانی کی درخواستوں پر غور کرنے میں سخت غلطی کی، جب کہ دائرہ اختیار کا کوئی سوال شامل نہیں تھا۔

لہذا اپیل ناکام ہو جاتی ہے اور قیمت کے ساتھ خارج کر دی جاتی ہے۔

اپیل خارج کر دی گئی۔

Javeed Ahmed Geelani
2024.05.09 16:02
I am the author of this document